برتھ کنٹرول

ضبطِ ولادت کے عدم جواز پر دلائل کے ساتھ طبی خرابیاں
اور عقلی کمزوریوں پر مبنی معلوماتی رسالہ

www.nafseislam.com

تصنیف
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام
محمد قاسم قادری ہزاروی

ناشر:- مکتبہ غوثیہ (ہول سیل)
پرانی سبزی منڈی، محلہ فرقان آباد، نزد دارالعلوم غوثیہ کراچی نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! اسلام کی حقانیت کا مسلمان کو تو ذرہ بھر بھی شک نہیں نہ اسکے اصول وقوانین میں کسی مسلمان کو غلط ہونے کا گمان ہے البتہ دشمنانِ اسلام روزِ اوّل سے نہ صرف شک اور گمان میں ہیں بلکہ اس کے اور اس کے اصول وضوابط کو مٹانے کے درپے ہے بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا تا رہا اور لگا تا رہے گا اور لگا رہا ہے لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو کامل ومکمل کرے گا اگرچہ کافروں کو نا گوار ہو) اسی لئے دشمنان اسلام کا بھرپور حملہ اسلام اور اس کے قوانین وضوابط کے مٹانے پر ہوتا ہے لیکن جتنا وہ مٹاتے ہیں اس سے بڑھ کر اسلام ابھرتا ہے۔

ہاں مسلمان بھولا بھالا ضرور ہے مُسلمان کو دشمنان اسلام سبز باغ دکھا کر اسلام اور اس کے اصول سے منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مسلمان غیروں کی باتوں میں آجاتا ہے ان میں ایک یہی ''منصوبہ بندی'' کا سلسلہ ہے۔ اس کے لئے غیر مسلم ہی کوشاں ہیں۔ اس کے بانی کی اس منصوبہ کی غرض وغایۃ بھی یہی تھی چنانچہ دریا آبادی کی تفسیر میں ہے۔ عصرِ حاضر میں جو آج جاہلیتِ فرنگ کے زیرِ سایہ ایک شاندار تحریک قتلِ اولاد کی خفی اور باریک صورت میں ''منعِ حمل'' کے نام سے جاری ہے اس کا مُحرک بھی یہی خوفِ افلاس ہے۔ مالتھیس نامی ایک ماہر معاشیات جو برطانیہ میں انیسویں صدی کی ابتداء میں ہوا ہے قتلِ اَولاد یا منعِ حمل کی تحریک اصل میں اس کی چلائی ہوئی ہے۔ اس کے سارے نظریہ کی بنیاد یہی خوفِ افلاسِ مُلک ہے۔

چنانچہ برتھ کنٹرول کی آج بھی غرض وغایۃ یہی بتائی جاتی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام ہو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ:

دراصل اس دشمن اسلام نے حضور نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا مقابلہ کیا جس میں آپ نے اپنی امت کو فرمایا ''تناکحوا وتناسلو فانی اباھی بکم الامم'' نکاح کرو اور بکثرت بچے جنو اس لئے کہ قیامت میں میں امتوں پر تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔ اس سے نتیجہ ظاہر ہے کہ جو برتھ کنٹرول پر عمل کرتے ہیں وہ ایک دشمن اسلام کے عمل کو رواج دے کر اپنے نبی پاک ﷺ کے دل کو ٹھیس پہونچارہے ہیں۔ اب فیصلہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ چاہے تو دشمنِ اسلام کا مشورہ قبول کر کے جہنم میں جانے کو تیار ہو جائے کیونکہ حدیث شریف میں المرء مع من احبّ (ہر مرد اس کے ساتھ ہے جس سے اس کی محبت ہوگی) اور چاہے تو اسپر عمل نہ کر کے اپنے نبی پاک ﷺ کا دل خوش کر کے بہشت کے جس محل میں چاہے جگہ بنائے۔

اختیار بدست مختار

مسلمان اور اعدائے اسلام:

مالتھیس کے بعد ہر دَور میں اس تحریک کو مختلف طریقوں سے دشمنانِ اسلام نے اسے آگے بڑھایا۔ یورپ کی ہر ایجاد ہمیں خوب لپیٹ میں لے لیتی ہے چنانچہ ہندو پاکستان میں گزشتہ ایک صدی سے ضبطِ ولادت (Birth Control) کی نحوست آئی۔ اس کی تائید میں نشرواشاعت کرنے اور لوگوں کو اس کی طرف رغبت دلانے اور اس کے عملی طریقوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے انجمنیں قائم ہوئیں

اور رسالے شائع کیے گئے۔ پہلے لندن کے برتھ کنٹرول انٹرنیشنل انفارمیشن سنٹر کی ڈائرکٹر مسز ایڈتھ ہومارٹن (Mrs,Edith How Martyn) نے اس تحریک کی نشر واشاعت کے لئے اس برعظیم کا دورہ کیا۔ پھر 1931ء کی مردم شماری کے کمشنر ڈاکٹر ہٹن (Dr.Hutton) نے اپنی رپورٹ میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خطرناک ظاہر کر کے ضبطِ ولادت کی ترویج پر زور دیا۔

یاد رہے کہ اس تحریک کا نیا نام "خاندانی منصوبہ بندی" (Planned Parent.hood) ہے۔ اس نئی اصطلاح کا استعمال امریکہ میں شروع ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس تحریک کا یہی نام پڑ گیا۔ ۱۹۴۲ء میں امریکہ کی ضبطِ تولید کی تنظیموں کی فیڈریشن (Birth Control Federation of America) کا نام تبدیل کر کے (Planned Parent-hood Federation of America) کر دیا گیا (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ 1955ء جلد ۳ صفحہ ۶۴۷) لیکن ہمارے ہاں وہی پرانا نام ہر اعلیٰ ادنیٰ پڑھے لکھے خورد وکلاں کی زبانوں پر ہے اور اس کا چرچا اتنا عام ہے کہ اب اسے روکنے والا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُویسی کی یہ بات نہ بھولئے کہ یہ تحفہ تمہیں غیروں نے دیا اور کیوں دیا اسکی تفصیل آئیگی۔ (ان شاءاللہ تعالیٰ)

مسلمانانِ پاکستان:

جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے وہ تو ایک "لادینی مملکت" ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے اسے اپنی کسی سرکاری پالیسی کے لئے مذہب سے سند لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پاکستان الحمدللہ اسلامی مملکت ہے، اس لئے یہاں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ تحریک عین مطابق اسلام ہے۔ اس کے بعد اگر

اسلامی قوانین کا علم رکھنے والے خاموش رہیں تو عام طور پر یہی سمجھ لیا جائے گا کہ اسلام فی الواقع اس تحریک کا حامی ہے۔ یا کم از کم اسے جائز رکھتا ہے۔

ازالۂ وہم:

جن دوستوں نے اسے جائز رکھا ہے انہوں نے عزل پر قیاس کیا اگرچہ یہ قیاس سرے سے غلط ہے لیکن وہ خود عزل کو مکروہ بھی مانتے ہیں قیاس مع الفارق کے بعد بناء الفاسد علی الفاسد کا ارتکاب فرمایا پھر اس مکروہ میں جو انگریز دین کے دشمن اور بدترین مکروہات ملائے اور شہد کی لالچ دیکر مسلمانوں کو زہر کھلایا اور ہماری قوم کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کیا اس کے ذمہ دار ضبط ولادت کو جائز رکھنے والے حضرات بھی ہیں اس کی تفصیل آئیگی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فقیر قلم کے ذریعے ضبط ولادت کے عدم جواز پر دلائل کے ساتھ طبی خرابیاں اور عقلی کمزوریاں عرض کریگا خدا کرے کہ مسلم قوم کو ہوش نصیب ہو ورنہ یہ اپنا نقصان برداشت کر لیتی ہے لیکن انگریز کے عطا کردہ تحفہ کو نعمت سمجھ کر اس کی تعمیل میں جان کی بازی لگا دیتی ہے بالخصوص جب خود حکومت بھی اس کی حامی ہو۔ اس مسئلہ میں ایک فقیر کا قلم کیا کر سکتا ہے جب کہ اس کے بالمقابل حکومت کے تمام پرزے اپنی تمام قوت و طاقت کے ساتھ مخالفت پہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن الحق یعلو ولا یعلی پر امید ہے کہ ہوشمند لوگ ضرور اس طرف متوجہ ہو کر اپنی عاقبت سنواریں گے۔ اور فقیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے صلہ نصیب ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ضبط ولادت کی غرض وغایت:

اسلام کے نام لیواؤں کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے باوجود کسی بھی فرقے نے اس منحوس تحریک کا تصور تک نہ کیا، صرف عزل تھا تو وہ بھی چند مجبوریوں کے مدنظر اور اس پر زیادہ بھی کیا تو خوارج نے جنہیں حضور ﷺ نے ''الخوارج کلاب النار'' فرمایا، خارجی فرقہ کے لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ منحوس انگریز کی عطا ہے۔ یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں ہوئی۔ اس کا پہلا محرک غالباً انگلستان کا مشہور ماہرِ معاشیات مالتھوس (Malthus) تھا۔ اس کے عہد میں انگریزی قوم کی روز افزوں خوشحالی کے سبب سے انگلستان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی۔ آبادی کی اس توفیر کو دیکھ کر اس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابلِ سکونت جگہ محدود ہے، اور اسی طرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں، لیکن نسل کی افزائش غیر محدود ہے۔ اگر نسل اپنی فطری رفتار کے ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کے لئے تنگ ہو جائے گی، وسائلِ معاش کفایت نہ کرسکیں گے اور افزائشِ نسل کے ساتھ معیارِ زندگی پست ہوتا چلا جائے گا۔ لہذا نسلِ انسانی کی خوش حالی، آسائش اور فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش، وسائلِ معاش کی وسعت کے ساتھ متناسب رہے اور اس سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ اس غرض کے لئے اس نے برہم چرج کے قدیم طریقے کو رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ یعنی بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبطِ نفس سے کام لیا جائے۔ یہ خیالات پہلی مرتبہ ۱۷۹۸ء میں اس نے اپنے ایک رسالہ ''آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات''۔

(An Essay on Population and as it effects the future Improvement of Society) میں پیش کئے تھے۔

اس کے بعد فرانس پلاس (Francis Place) نے فرانس میں افزائش نسل کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا۔مگر اس نے اخلاقی ذرائع کو چھوڑ کر دواؤں اورآلات کے ذریعہ سے منع حمل کی تجویز پیش کی۔اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلس نولٹن (Charles Knowlton) نے ۱۸۳۳ء میں آواز بلند کی ۔اُس کی کتاب ''ثمراتِ فلسفہ'' (The Fruits of Philosophy) غالباً پہلی کتاب ہے جس میں منعِ حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اوران کے فوائد پر زور دیا گیا۔

انتباہ:

بھولے مسلمانو! غور فرمائیں یہ برتھ کنٹرول اسلامی تحریک نہیں اور نہ ہم مسلمانوں کی ایجاد ہے اس پر اتنی بہت بڑی محنت ان ملکوں میں ہورہی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں بلکہ دنیا میں اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے آرزومند ہیں۔

اورملاحظہ ہو:

انیسویں صدی کے رُبعِ آخر میں ایک نئی تحریک اٹھی جو نومالتھوسی تحریک (Neo.Malthusian Movement) کہلاتی ہے۔ ۱۸۷۶ء میں مسز اینی بیسنٹ اور چارلیس بزیڈلا نے ڈاکٹر نولٹن کی کتاب ''ثمراتِ فلسفہ'' کو انگلستان میں شائع کیا۔حکومت نے اس پر مقدمہ چلادیا۔مقدمہ کی شہرت نے عوام کواس تحریک کی طرف متوجہ کردیا۔ ۱۸۷۷ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل (Drysdale) کے زیر

صدارت ایک انجمن قائم ہوگئی جس نے ضبطِ ولادت کی تائید میں نشرواشاعت شروع کردی۔ اس کے دو سال بعد مسز بیسنٹ کی کتاب قانون آبادی (Law of Population) شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہوگئے۔ ۱۸۸۱ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بلجیم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ کے تمام متمدن ممالک میں پھیل گئی۔ باقاعدہ انجمنیں قائم ہوئیں جنہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعہ سے لوگوں کو ضبطِ ولادت کے فوائد اور اس کے عملی طریقوں سے آگاہ کیا۔ اس کو اخلاقی نقطۂ نظر سے جائز بلکہ مستحسن، اور معاشی نقطۂ نظر سے مفید بلکہ قطعاً ناگزیر بتایا گیا۔ اس کے لئے دوائیں ایجاد کی گئیں۔ آلات بنائے گئے عام لوگوں کی دست رس تک ان چیزوں کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ضبطِ ولادت کے مطب (Birth Control Clinics) قائم کئے گئے جہاں عورتوں اور مردوں کو ضبطِ ولادت کے لئے ماہرانہ مشورے دیئے جانے لگے۔ اس طرح اس نئی تحریک نے بہت جلدی فروغ پالیا اور اب یہ روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔

پاکستان کا نمبر اوّل:

ہمارا ملک تو اس کا ایسا عاشق ہے کہ ہر حکومت میں اس کے فروغ اور ترقی پر پانی کی طرح پیسا بہایا جارہا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے لوگوں نے پاکستان بنایا بھی گویا برتھ کنٹرول کی ترویج کے لئے تھا۔

ضبطِ ولادت کے قدیم طریقے:

عزل، اسقاطِ حمل، قتلِ اولاد۔ باسم حرج (ضبطِ نفس خواہ وہ تجرد کی شکل میں یا ترکِ جماع سے)۔

جدید طریقے:

ترکِ مقاربت نہ ہو مگر دواؤں یا گولیوں اور آلات کے ذریعہ ضبطِ ولادت ہو۔

امریکہ کا طریقہ:

مذکورہ بالا جدید طریقوں کے علاوہ امریکہ اور یورپ میں اسقاطِ حمل کا طریقہ بھی رائج ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کا طریقہ:

پاکستان کے بعض مسلمان چونکہ یورپ اور امریکہ کے بچے پکے عاشق ہیں اس لئے وہ جدید طریقوں پر تو کھلم کھلا اور عام عمل کرتے ہیں لیکن مؤخر الذکر کو چوری چھپے کر ہی لیتے ہیں۔

عام تجربہ:

انگریزوں نے جس مقصد کے لئے برتھ کنٹرول کی ایجاد کی وہ بھی اگرچہ اسلام کے سراسر منافی ہے لیکن حقیقت یہ ہے اب اس کی غرض وغایت نے ایسے غلط ماحول کو جنم دیا کہ جس سے ہر صاحبِ عقل اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ایک فرانسیسی مصنّف لکھتا ہے کہ فرانس میں ضبطِ ولادت پر عمل کرنے والے جوڑوں سے جب وہ وجوہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی جن کی بنا پر وہ اولاد کی پیدائش روکنے کی کوشش کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو کثرتِ عیال اور قلّتِ مال کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کے محرکات یہ ہیں:

''اپنی مالی حالت بہتر بنانا اور معیارِ زندگی بلند رکھنا۔ اپنی جائداد کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہونے سے بچانا۔ اکلوتے بچے کو بہت اعلیٰ درجے کی تعلیم دینا

اور شاندار مستقبل کے لئے تیار کرنا۔ بیوی کے حُسن اور نزاکت کو حمل اور پرورشِ اطفال کی گھکیڑ سے بچانا۔ اپنی سیر وتفریح کی آزادی کو محفوظ رکھنا۔ اس خطرے کی روک تھام کہ بچوں والی ہو کر بیوی بچوں ہی کی ہو کر نہ رہ جائے اور شوہر کا لطف کر کرانہ ہو جائے۔" (Paul Bureau, Towards Moral Bankrupicy, London 1925, P.64)

خارج از امکان:

یہ مسئلہ خالص عورتوں کا ہے اور ولادت ان کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور خواتین ہزاروں میں کوئی ایک آدھ ہماری بات مان لے تو غنیمت ورنہ ضبطِ ولادت کی روک تھام ممتنع نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ تحریک چلی ہے اس کا زور بڑھ رہا ہے کمی کا کہیں نشان تک نظر نہیں آتا اگرچہ پڑھی لکھی خواتین اور تجربہ کار بیبیوں نے اس کے مضرات ونقصانات بارہا اخبارات میں شائع کرائے اور اطباء اور ڈاکٹروں نے بارہا نصیحتیں بتائیں لیکن ماننے کو کوئی بھی تیار نہیں بلکہ ہماری حکومت پاکستان نے تو اس کی ترویج واشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔

خلاصہ غرض وغایۃ:

برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) کی ہر تحریک اور اس کی سرپرست حکومت یہی بتارہی ہے کہ آبادی کم ہوتا کہ معاش کی تنگی نہ ہو۔

اسلام اور دشمنانِ اسلام کا معارضہ:

بے دین لوگ اور بے دین حکومتیں اپنے تصور میں مجبور ہیں اس لئے کہ انہیں نہ خدا پر ایمان نہ خدا پر بھروسہ، لیکن مسلمان اور اسلامی حکومتیں اس تصور کی لپیٹ میں کیوں؟ جب ہمارا اٹل اصول ہے کہ ہمارا رب خالق ہے تو رزاق بھی ہے، ہم برتھ

کنٹرول پر عمل کریں یا نہ کریں جسے اس نے پیدا کرنا ہے اس نے پیدا ہونا ہی ہے اور جسے اس نے پیدا کرنا ہے اسے اس نے رزق بھی دینا ہے ظاہری اسباب ہوں یا نہ ہوں۔

غیروں نے ہتھیار ڈال دئیے:

جہاں سے یہ تحریک چلی وہاں کے چند دانشوروں کی بات ملاحظہ ہو۔

فرانس کے مدبر اعظم مارشل پتیاں (Marshall Petaine) نے خود جون ۱۹۴۰ء کی شکست کے بعد علانیہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہماری یہ ذلت ہماری اپنی نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے اور دُنیا کے اہل بصیرت نے بالاتفاق اس کی شکست کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اس کی شرح پیدائش کے مسلسل انحطاط کو قرار دیا ہے۔

نوٹ:

اس مدبر اعظم کا وہی خیال ہے جو ہمارا ہے کہ برتھ کنٹرول سے شرح پیدائش کی کمی ہوئی تو ہم جنگ میں کامیاب نہ ہو سکے اگر ہمارے ہاں افراد کی کثرت ہوتی تو ہم شکست نہ کھاتے۔

(۱) برطانیہ کے مسٹر چرچل کے بیٹے مسٹر رینڈولف چرچل نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"میں نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم بالعموم اس خطرے سے آگاہ ہو چکی ہے کہ اگر ہماری شرح پیدائش اسی طرح گرتی رہی تو ایک صدی کے اندر جزائر برطانیہ کی آبادی صرف ۴۰ لاکھ رہ جائے گی اور اتنی کم آبادی کے بل بوتے پر برطانیہ دنیا میں ایک بڑی طاقت نہ رہ سکے گا۔"

پھر اس شرح پیدائش کی کمی کے اسباب پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"برطانوی لوگوں میں اپنے معاشرتی مرتبہ کا خیال بہت زیادہ ہے اور وہ نہایت

مبالغہ کے ساتھ اپنے اس مرتبہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں قصداً افرادِ خاندان کی تعداد کم تر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ کیونکہ بچے ایک دو سے زیادہ ہو جانے کی صورت میں انہیں خوف ہوتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اُس شان کے ساتھ مدرسے نہ بھیج سکیں گے جس کے ساتھ اُن کے ہمسایوں کے بچے جاتے ہیں اور اس سے معاشرت میں ان کی حیثیت گر جائے گی۔"

فرعون کے نقشِ قدم پر:

اگر چہ فرعون کی غرض وغایۃ کچھ اور تھی لیکن یہ کام سب سے پہلے اسی نے کیا اگر چہ وہ کھلم کھلا پیدائش کے بعد صرف بچوں کا قاتل تھا اور برتھ کنٹرول میں معنوی قتل ہے۔ بلا تخصیص بچہ یا بچی وہ عمداً اس برے فعل کا مرتکب تھا اور یہ کسی دھوکہ میں آ کر اس کا ارتکاب کر رہے ہیں ان دونوں کی حقیقت تو ایک ہے اگر چہ نام دو۔

دور جاہلیت کے زندہ در گور کرنے والوں کی پیروی:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جن بد بخت لوگوں (زندہ در گور کرنے والے) کی سخت مذمت کی گئی ہے ان کی ایک غرض وغایت برتھ کنٹرول کی غرض وغایت سے ملتی جلتی ہے۔ وہ یہ دھندا افلاس وتنگدستی کے خوف سے کرتے اور یہ بھی اسی خوف سے اگر چہ ان کا بچیوں کا زندہ در گور کرنا ایک اور وجہ سے بھی تھا یعنی بچیوں سے ننگ وعار۔

دو قدم آگے:

غور سے دیکھا جائے تو برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) جو دور حاضرہ میں ہے وہ فرعون اور جاہلیت والوں سے دو قدم آگے ہے۔ فرعون صرف بچوں اور جاہلیت والے

اکثر لڑکیوں کے اور برتھ کنٹرول والے ہر دونوں (بچوں بچیوں) کے قاتل ہیں۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

(۲) وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ. (پ۱۵، بنی اسرائیل)

ترجمہ: اپنی اولاد کو اِفلاس کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی تم کو بھی رزق دیتے ہیں اوران کو بھی۔

فائدہ: اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ معاشی نظریہ بہت ہی غلط قسم کا ہے جو نسل کو گھٹانے اور محدود کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ معاشیات کے صحیح قوانین ہی دوسرے ہیں۔ اِفلاس کا ذکر اس لئے فرمایا کہ فلاسفہ مادیین اور مفکرین جاہلیت اپنے نظریہ کی عقلی توجیہہ عموماً یہی کرتے ہیں۔

بلکہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جن لوگوں نے اسکے جواز پر دلائل قائم کئے ہیں انھوں نے بھی عزل پر قیاس کر کے اس کی اصلی غرض وغایت یہی بتائی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام ہو اور دنیا میں افلاس اور تنگدستی نہ پھیلے حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ فقیر اویسی آگے چل کر دلائل سے ثابت کرے گا۔

لطیفہ:

بھولے لوگوں نے برتھ کنٹرول کی اجازت مرحمت فرما کر ساتھ یہ بھی وعظ فرمایا ہے کہ خبردار اس میں یہ عقیدہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسے پیدا کرنا ہے وہ اس عمل سے پیدا نہ ہوگا۔ یہ عجیب وعظ ہے کہ ایک طرف تو بلاوجہ بھوکے کو کہہ دیا جائے کہ حرام طعام کھالے پھر اسے وعظ فرمایا کہ تھوڑا کھانا کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ بھوکے نے تو پیٹ بھرنا ہے جب اسے کہہ دیا گیا ہے کہ مال حلال ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کیا معنیٰ؟

خوارج کی وراثت:

برتھ کنٹرول خوارج کا تحفہ ہے۔

چنانچہ حُجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فرقۂ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ قربت (Coltus) کے وقت اِستقرارِ حمل کو روک دیتی تھیں تاکہ حمل کی مصیبت اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بصرہ تشریف لے گئیں تو اِن خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے ملاقات سے اس لئے انکار کردیا کہ وہ اِستقرارِ حمل کی مخالفت کرتی تھیں۔''

(احیاء العلوم، ج ۲ صفحہ ۶۱)

الحمد للہ ہم کو اپنی ماں اور جملہ اہلِ اسلام کی ماں کی وراثت نصیب ہے اور مجوزین سوچیں کہ وہ کس گروہ کے مقلد ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

پیرانِ پیر روشن ضمیر حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''جو حاملہ عورت اپنے بچے کا بوجھ اُٹھاتی ہے، اُسے رات کو قیام کرنے، دِن کو روزہ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اور جب وضعِ حمل کی تکلیف برداشت کرتی ہے تو اُسے اُس کی ہر تکلیف کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب ماں اپنے بچے کو

دودھ پلاتی ہے۔ وہ جتنی مرتبہ پلائے گی تو اُسے ہر مرتبہ اللہ کی طرف سے ایک اجرِ عظیم ملتا ہے۔" (الحدیث۔ از غنیۃ الطالبین، ص ۱۲۴)

انتباہ صحابی رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا:

"عزل (جو کہ مانع حمل کی عملی تدبیر ہے) کرنا درست ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اُف اُف!! کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کرتا ہے؟" (مدخل الشرع، ص ۱۹۲ ج ۲)

حضرت ابو امامہ کا انتباہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے (عزل) (coitas interruptas) کے بارے میں پوچھا گیا:

آپ نے فرمایا:

"میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان ایسا کام کرے۔"

(زاد المعاد ص ۲۲۲ ج ۲، طرح التشریب ص ۶۱ ج ۷)

ہو گا وہی جو منظور خدا ہو گا:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا (عزل) جو مانعِ حمل کی ایک عملی تدبیر ہے کرنا درست ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس پانی کے قطرہ سے کسی بچے کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے، اگر تو اُسے کسی پتھر پر بھی گرائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی قطرہ سے رحمِ مادر میں بچہ پیدا کر دے گا۔"

(رواہ احمد و ابن حبان وصححہ، نیل الاوطار ص ۱۶۸ ج ۶)

(۲) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم نے غزوۂ بنی مصطلق میں (عزل) کی اجازت مانگی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اُسے قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔" (مسلم و بخاری، نیل الاوطار، ص ۱۶۷، ج ۶)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، کیا میں حمل کے خوف کی وجہ سے عزل کر سکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تو چاہے تیری مرضی، لیکن یہ بات یاد رکھ جو اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا۔" (ابوداؤد و مسلم، نیل الاوطار، ص ۱۶۷، ج ۶)

کرشمۂ قدرت:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں قربت کے وقت ہمیشہ عزل کیا کرتا تھا، لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے اس عورت سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا، جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔"

(مغنی لابن قدامہ، ص ۲۳، ج ۷)

ھدایاتِ نبوی ﷺ:

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

(۱) سَوْدَآءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ من حسنائہ عَقِیْمٍ O

وہ کالی کلوٹی عورت جو بچے جنتی ہو اُس حسین عورت سے لاکھ درجہ بہتر ہے، جو بچے نہ جنے۔ (الحدیث۔ مغنی لابن قدامہ، ص ۳۲، ج ۷)

(۲) تم ایسی عورت سے شادی کرو جو اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہو اور بچے جننے والی ہو، تاکہ اپنی امت کی کثرت سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں۔ (ابو داؤد و نسائی ترغیب، ص ۷، ج ۳)

کثرتِ اولاد کے فائدے:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا "جو لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہوگا جس کا کنبہ بڑا ہو، اور اس کے اعمال تقویٰ سے آراستہ ہوں۔" (ابن خزیمہ و ترمذی ترغیب، ص ۱۵ جلد ۳)

(۲) حضرت ابن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ "جو اپنے چھوٹے بچوں کو پالنے کے لئے دَوڑ دھوپ کرتا ہے اُسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا اَجر ملتا ہے۔" (طبرانی برجالہ الصحیح ترغیب، ص ۱۶ جلد ۳)

(۳) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اِس غم و فکر کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے رہیں۔" (احمد احیاء العلوم ص ۳۷ جلد ۲)

(۴) حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں، جن کو بال بچوں کا فکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے۔"

(احیاء العلوم ص ۳۷ جلد ۲)

خدمت اولاد کا اجر وثواب:

(۱) حضرتِ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب ایک میدانِ جنگ میں جہاد کررہے تھے اپنے ساتھیوں سے فرمایا ''کیاتم جانتے ہو کہ ہمارے اِس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے؟'' پھر خود ہی فرمایا ''جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور کسی کے آگے دستِ احتیاج نہ پھیلاتا ہو۔ اگر وہ رات کو اُٹھ کر اپنے بچوں کو جواُوپر سے ننگے سو رہے ہوں اپنی چادر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے۔'' (احیاء العلوم ص ۳۷ جلد ۲)

(۲) ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا کہ ''حضرت دعا کیجئے کہ میں بال بچوں کے عذاب سے چھوٹ جاؤں۔''

آپ نے واپسی جواب میں لکھا ''اگر عذاب سے چھوٹ جاؤ گے تو ثواب سے بھی چھوٹ جاؤ گے۔''

صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا رَدِّ عمل:

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض لڑکوں کو اس وجہ سے سزادی تھی کہ انہوں نے (عزل) جو مانع حمل کی ایک عملی تدبیر ہے، عمل کیا تھا۔ (زاد المعاد، ص ۲۲۳، ج ۲)

(۲) حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں لوگوں کو (عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر سے روکتے

تھے۔" (زاد المعاد، ص ۲۲۳، ج ۲)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی (عزل) نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ کسی میرے لڑکے نے اس پر عمل کیا ہے تو میں اُسے سزا دوں گا۔" (زاد المعاد، ص ۲۲۱، ج ۲)

(۴) حضرت شعبہ بن عاصم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (عزل) کو بُرا سمجھتے تھے۔" (زاد المعاد، ص ۲۲۱، ج ۲)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "(عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر کا جُرم ایسا ہے جیسے کوئی زندہ بچے کو زمین میں گاڑ دے۔"

(زاد المعاد، ص ۲۲۲، ج ۲)

(۶) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "عزل کرنا ایک قسم کا بچے کو زندہ در گور کرنا ہے۔"

(احیاء العلوم، ص ۲۹، ج ۲)

علامہ محدث زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"محدث امام عز الدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے۔

یحرم علی المرأة استعمال دواء مایمنع من الحبل قال ابن یونس ولو رضی به الزوج.

ترجمہ: عورت کو ایسی دوائی اِستعمال کرنا جو حمل کو روک دے حرام ہے۔ اگرچہ اس کے اِستعمال سے اس کا خاوند بھی راضی ہو۔ (طرح التشریب فی شرح التقریب ص ۶۲ ج ۷۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام، ص ۱۸۴، ج ۲)

بہرحال ضبط ولادت اچھا کام نہیں مسلمان عورت کو جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر

پر ایمان ہے پھر اس کا مقابلہ کر کے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کرنا گھاٹے کا سودا ہے۔ ادویہ وغیرہ کی تدبیر سے اگرچہ حمل نہ بھی ٹھہرے تب بھی جسمانی امراض کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں ردّو بدل اپنا نقصان ہے مثلاً ماہانہ خون کا خروج (حیض) ہر عورت کی صحت ہے۔ اس میں بگاڑ جسمانی نقصان ہے اگر کوئی خاتون اسے ادویہ سے روکے تو اس کا کتنا زبردست جسمانی نقصان ہوتا ہے جیسا کہ خون حیض کو روکنے والی خواتین نے آزمایا ہے۔ ایسی خواتین کی شکایات کسی سے مخفی نہیں۔ یہی حال ضبطِ ولادت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں دخل انداز ہونا آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا کی تکالیف مول لینی ہیں یہ بھی واضح اور روشن ہے۔ فقیر کیا عرض کرے۔

نظامِ عالم:

اللہ تعالیٰ نے نظام عالم دنیا کی بقاء کے لئے دو بہت بڑے انتظام کئے ہیں ایک تغذیہ، دوسرے تولید۔ تغذیہ کا مقصد یہ ہے کہ جو انواع اس وقت موجود ہیں وہ ایک مدّتِ معیّنہ تک زندہ رہ کر اس کارخانہ کو چلاتی رہیں۔ اس کے لئے رب العالمین نے غذا کا وافر سامان مہیا کیا، اجسامِ نامیہ (Organic Bodies) میں غذا کو جذب کرنے اور اس کو اپنا جزو بنانے کی قابلیت پیدا کی اور ان میں غذا کی طرف ایک طبعی خواہش پیدا کر دی جو اُن کو غذا حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو تمام اجسامِ نامیہ (خواہ نباتات ہوں یا حیوانات یا انسان) ہلاک ہو جائیں اور اِس

کارخانہ عالم میں کوئی رونق باقی نہ رہے۔ لیکن فطرتِ الٰہیہ کے نزدیک اشخاص وافراد کے بقا کی بہ نسبت انواع واجناس کا بقاء زیادہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اشخاص کے لئے زندگی کی ایک بہت ہی قلیل مدت ہے اور اس کارخانہ کو چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اشخاص کے مرنے سے پہلے دوسرے اشخاص ان کی جگہ لینے کے لئے پیدا ہو جائیں۔ اور دوسری اعلیٰ اور اشرف ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قدرت نے تولید کا انتظام فرمایا ہے۔

انواع میں نر اور مادہ کی تقسیم نر و مادہ کے اجسام کی جداگانہ ساخت دونوں کا ایک دوسرے کی جانب میلان اور ازدواجی تعلق کے لئے دونوں میں زبردست خواہش کا وجود۔ یہ سب کچھ اسی غرض کے لئے ہے کہ دونوں باہم ملکر اپنی موت سے پہلے اپنے جیسے افراد اللہ تعالیٰ کے نظام کو چلانے کے لئے مہیا کردیں۔ اگر یہ غرض نہ ہوتی تو سرے سے نر و مادہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ صنفیں پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اس نظام کو آگے بڑھانا چاہتا ہے جو اس کے برعکس برتھ کنٹرول پر عمل کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگرچہ لاشعوری سے ہی لیکن ہے تو یہ بھی مقابلہ۔

برتھ کنٹرول کے نقصانات:

برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) اسلام کے تصورات میں سے نہیں بلکہ یورپ کی عطا کردہ بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں اگر اس سے ملتا جلتا عزل کا عمل تھا تو وہ برتھ کنٹرول کی قسم کی مناسبت نہیں رکھتا اسے غلط کاربندوں نے خواہ مخواہ ہی عزل میں شامل کر دیا اور وہ بھی مغربیت زدہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے، ورنہ اظہر من الشمس ہے کہ برتھ کنٹرول سو فیصد یورپین تحفہ ہے اور ہمارے مسلمان بھولے بھالے ہیں وہ

اپنے نبی پاک ﷺ کا دامن چھوڑ کر عملی طور پر یورپ کے دلدادہ بن گئے ہیں۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ عالمِ اسلام میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جس نے اپنی ذہنی اور فکری آزادی کو مغرب کی غلامی کے آستانہ پر قربان کر دیا ہے۔ جو اس کام میں یورپ کی اندھی تقلید اور نقالی کی روش اختیار کرتا ہے اور اپنے دماغ سے سوچنے کے بجائے مغرب کے روز مرّہ پر آنکھیں بند کر کے عامل ہونا چاہتا ہے۔ تعصب، کورانہ تقلید، اور اندھی نقالی محض اہلِ مذہب ہی کے ایک مخصوص طبقے میں نہیں پائے جاتے، یہ اوصاف جدید تعلیم وتہذیب پر فخر کرنے والے اصحاب میں بھی موجود ہیں اور مقدم الذکر گروہ سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ لوگ اجتہاد کا نام تو بڑے زور سے لیتے ہیں، مگر اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اسلام کو کسی طرح مغرب کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ حقیقی اجتہاد جس چیز کا نام ہے اس کی انہیں ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ اپنے ذہن سے سوچنے کے بجائے مغرب کے ذہن سے سوچتے ہیں، مغرب کی زبان سے بولتے ہیں اور مغرب کے نقشِ قدم پر بے سوچے سمجھے رواں دواں ہیں۔ مغرب سے ہمیں کوئی عناد نہیں ہے۔ وہاں اچھی چیزیں بھی ہیں اور بُری بھی۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے اور اپنے ذہنوں سے کام لیتے ہوئے مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ اپنا راستہ خود نکالنا چاہیے۔ نقالی اور کورانہ تقلید کی روش ایک قوم کی ذہنی موت اور تمدّنی ارتداد پر منتج ہوتی ہے۔

اقبال مرحوم اپنی ساری عمر اسی ذہنیت کی مخالفت کرتے رہے۔ انہیں اس عنصر سے یہی گلہ تھا کہ۔

تقلید پہ یورپ کی رضا مند ہوا تو

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

وہ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!

اور ان کی دعوت اپنی قوم کے لئے یہ تھی:

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نُورِ سحر سے
خورشید کرے کسب ضیاء تیرے شرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری مَوجِ گُہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہُنر سے
اغیار کے افکار و تخیّل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

ضبطِ ولادت کے مسئلہ پر بھی بدقسمتی سے عالمِ اسلامی میں اسی مقلّدانہ اور مغرب زدہ ذہنیت کے ساتھ غور کیا جارہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم مغرب کے رنگین شیشوں سے اپنی دنیا کو دیکھنے کے بجائے اسے اس کے حقیقی رنگ میں دیکھیں اور آزاد خیالی اور وسعتِ نظر کا ثبوت دیں۔ دلیل کے لئے ہمارا دل ہمیشہ کُھلا ہو اور محض تعصب اور نقالی کے آگے ہم کسی قیمت پر بھی سپر نہ ڈالیں۔ اس لئے کہ "وہ جو نہ دلیل کو سنتا ہے اور نہ دلیل سے بات کرنا چاہتا ہے، متعصب اور کٹ حجتی ہے، اور وہ جو دلیل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا دراصل غلام ہے، اور جو دلیل دینے کی صلاحیت ہی سے

محروم ہے وہ غبی اور احمق ہے۔"

ہماری خواہش ہے کہ مسلمان اس مسئلہ پر غلام ذہنیت کے بجائے آزادانہ طور پر غور کریں۔ ہماری موجودہ پیش کش اسی سلسلہ کی ایک کوشش ہے۔

گویا مُسلمان اپنی منصوبہ بندی میں انگریز کا مقلد ہو کر اپنے آپ کو اس کے پیچھے لگا رہا ہے اور وہ جہنم میں چلا گیا تو یہ ....

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اس غلط تقلید سے تمام اہل اسلام کو بچائے۔

تقدیر سے تدبیر کا مقابلہ:

برتھ کنٹرول کا اصل مقصد ہے انسانی جانوں کے اضافہ کی کمی چنانچہ ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ برتھ کنٹرول کی ماہرہ مارگیرٹ سونگر کراچی تشریف لائیں اور آپ نے کہا کہ دنیا کی آبادی میں زیادتی کو روکنے کے لئے برتھ کنٹرول کے قانون کا نفاذ ضروری ہے۔ امریکہ میں عورتوں کو ہارمون کے ٹیکے لگوائے گئے جس کی وجہ سے وہ عارضی طور پر بانجھ ہو گئی ہیں۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ مس سونگر کو اس سال "برتھ کنٹرول نوبل پرائز" بھی دیا جائے گا۔

اسی طرح:

برتھ کنٹرول کی ایجاد سے لے کر تا حال یہی اس کی اصلی غرض دہرائی جارہی ہے میں نے صرف نمونہ کا ایک قول نقل کر دیا ہے۔

فائدہ: یہ سائنسدان بھی کتنے بھولے ہیں۔ جو مادی طاقت کے ذریعہ خالق اکبر عزوجل کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی آبادی کو کم کرنے کے لئے آئے دن کی لڑائیاں، قحط، بھوک، سیلاب، وبائی امراض، حادثات زوروں پر ہیں مگر اس کے

باوجود دنیا کی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔

مسلمان هشیار باش:

جن غیر مسلموں نے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا ہوا ہے وہ اپنے ارادوں میں کتنے اور کس قدر ناکام بلکہ بُری طرح برے انجام سے دوچار ہیں لیکن انہیں تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ مسلمان پر افسوس ہے کہ وہ ان کی طرح دنیا میں برے انجام کو تو پہونچے گا ہی لیکن وہ اپنے رب کریم کو بھی ناراض کرر ہا ہے۔ جبکہ اس نے حیلے حوالوں اور غلط تدبیروں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا:

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ا)قد خسر الذين قتلوا اولادهم سفها بغير علم وحرموا ما رزقهم الله افتراء على الله. (الانعام، پ۸)

ترجمہ: وہ لوگ ٹوٹے میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے قتل کیا اور اُس نعمت کو جو اللہ نے ان کو عطا کی تھی اللہ پر افتراء باندھ کر اپنے اوپر حرام کرلیا۔

فائدہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا علم اُن تمام چیزوں پر حاوی ہے جو ہو چکی ہیں اور ہونے والی ہیں، ایسے وسیع الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو صرف حلال غذاؤں کی تحریم ہی کو نہیں بلکہ ہر اُس نعمت کی تحریم کو شامل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ لُغت اور محاورے کے اعتبار سے ''رزق'' صرف سامانِ خوراک ہی کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ ہر عطیے پر لفظ رزق کا اطلاق ہوتا ہے جس میں اولاد کا عطیہ بھی شامل ہے۔ اور چونکہ یہاں قتلِ اولاد کے بعد ہی تحریمِ رزق کا ذکر کیا

گیا ہے اس لئے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ لوگ ٹوٹے میں ہیں جو اولاد کو پیدا ہونے کے بعد قتل کر دیتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی ٹوٹے میں ہیں جو اولاد کی پیدائش ہی کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔

سوال: آیت کے سیاق وسباق سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کا معنیٰ ہے حلال غذائیں اپنے اوپر حرام نہ کی جائیں یہی مفہوم متقدمین مفسرین لیتے آئے ہیں تم نے برتھ کنٹرول کو کیسے شامل کر لیا؟

جواب: ایک وجہ تو میں نے پہلے عرض کر دی ہے اسی کو ساتھ ملا کر اصول تفسیر سامنے رکھ کر سمجھئے کہ قرآنی مضمون کے اطلاق کو **یجری علیٰ اطلاقہ** پر رکھنا ضروری ہے پھر اس کے جملہ معانی متعلقہ کو مراد لیا جا سکتا ہے مثلاً "**فاعتبروا یا اولی الابصار**" سے فقہاء نے قیاس (شرعی اصل ہونا) اسی قاعدہ سے اثبات فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ نور الانوار، تلویح، حسامی وغیرہ۔

برتھ بمقابلۂ فطرتِ اسلام:

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے اسلام کا ہر قاعدہ واصل اور ضابطہ عین فطرت ہے اور اس نے شخصی واجتماعی طرزِ عمل کے لئے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں وہ سب اِسی قاعدۂ کلیہ پر مبنی ہیں کہ انسان اُن قوانینِ قدرت کی پیروی کرے جن پر کائنات کا یہ سارا نظام چل رہا ہے اور کوئی ایسا طرزِ زندگی اختیار نہ کرے جو قوانینِ فطرت کی خلاف ورزی پر اس کو مجبور کرتا ہو۔ قرآن مجید ہم کو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کر کے اُس کی جبلت میں اُس طریقہ کی تعلیم بھی ودیعت فرمادی ہے جس پر چل کر وہ چیز نظامِ وجود میں اپنے حصے کا کام ٹھیک انجام دے سکتی ہے:

ربنا الذی اعطی کل شیئ خلقه ثم هدیٰ. (طٰہٰ، پ١٦)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خاص بناوٹ عطا کی پھر اس کو اُن اغراض کے پورا کرنے کی راہ بھی بتادی جن کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے۔

کائنات کی تمام چیزیں بے چون وچرا اس ہدایت کی پیروی کررہی ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ان کے لئے جو راستہ مقرر فرمادیا ہے اُس سے ہٹنے کی ان میں قدرت ہی نہیں ہے۔ البتہ انسان کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ اُس راستہ سے ہٹ سکتا ہے، اُس پر چلنے سے انکار کرسکتا ہے، اپنی عقل اور ذہانت سے غلط کام لے کر اس کے خلاف دوسرے راستے نکال سکتا ہے اور کوشش کرکے اُن پر چل بھی سکتا ہے۔ لیکن ہر وہ راستہ جسے انسان خدا کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر اپنی ہوائے نفس کے اتباع میں ایجاد واختیار کرتا ہے ٹیڑھا راستہ ہے اور اس کی پیروی گمراہی ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هوٰه بغیر هدی من اللّٰه. (القصص، پ٢٠)

ترجمہ: اُس سے زیادہ گمراہ اور کون ہوگا جس نے اللہ کی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کی۔

یہ گمراہی خواہ ظاہر میں کتنی ہی مفید نظر آئے لیکن درحقیقت جو انسان اللہ کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑتا ہے اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے کیونکہ انجامِ کار میں اس کی غلط کاری خود اسی کے لئے نقصان دہ اور موجبِ ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔

ومن یتعد حدود اللّٰه فقد ظلم نفسه۔ (طلاق: پ٢٩)

ترجمہ: اور جس کسی نے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

قرآن کہتا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنا اور اُن قوانینِ فطرت کو توڑنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جاری کیا ہے دراصل ایک شیطانی فعل ہے اور شیطان ہی اس فعل کی تعلیم دیتا ہے۔

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النسآء، پ۵)

ترجمہ: شیطان نے کہا کہ میں اولادِ آدم کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ کو بدل ڈالیں گے۔

اور شیطان کون ہے؟ وہ جو ازل سے انسان کا کھلا دشمن ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ . اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ (البقرہ، پ۲)

ترجمہ: اور تم شیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تم کو بدی اور بے حیائی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

پس اسلام نے جس قاعدے پر اپنے نظامِ تمدن وتہذیب اور نظامِ معیشت ومعاشرت کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ انسان انفرادی اور مجموعی حیثیت سے اپنی فطرت کے تمام مقتضیات کو ٹھیک ٹھیک قوانینِ فطرت کے مطابق پورا کرے اور اللہ کی دی ہوئی تمام قوتوں سے اُس طریقہ پر کام لے جس کی ہدایت خود اللہ نے دی ہے۔ نہ کسی قوت کو معطل وبے کار بنائے، نہ کسی قوت کے اِستعمال میں اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت سے انحراف کرے، اور نہ شیطانی تحریص وترغیب سے گمراہ ہو کر اپنی فلاح وبہبود ان طریقوں میں تلاش کرے جو فطرت کی سیدھی راہ سے ہٹ کر نکلتے ہیں۔

خدا اور سول (عز وجل و ﷺ) سے دوری:

اسلام کی روح اور اصلی غرض ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور رسول اکرم ﷺ کا قرب۔ اور ان دونوں کا خاصہ ہے کہ خدا پرستی اور اس پر بھروسہ ہو اور بس۔ حقیقی مسلمان مرد وعورت کی علامت ہے کہ وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ رزق کا کفیل اللہ

تعالیٰ ہے۔ اولاد کی کثرت وقلت میں کسی کو کوئی حق نہیں کہ اسکے رزق کے بارے میں دخل دے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے خدا ترس مرد وعورت ''برتھ کنٹرول'' کے نام سے بھی گھبراتے ہیں۔ وہ اولاد کی کثرت وقلت فضل الٰہی سمجھ کر نئی تہذیب اور معرفت کی اس ادا سے کوسوں دور ہیں۔ بخلاف ان مردوں اور عورتوں کے جو مغربیت زدہ ہیں ان میں وہ خوف ایزدی وخشیۃ ربی نہیں جو اسلام کا تقاضا ہے۔ انہیں مغرب کی دلدادگی نے ہر وقت پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سکون وطمانیت ان سے کوسوں دور ہے بظاہر خوشحال نظر آتے ہیں ان سے پوچھا جائے تو ان کے خیال میں ان جیسا برا حال دنیا میں کسی کا نہ ہوگا۔

برتھ کنٹرول شیطانی کھلونا:

شیطان نے لعنت کا طوق پہننے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بنو آدم کے لئے کہا تھا: ''وَلآ مرنهم فليغيرن خلق الله'' (پ۵، النساء)

ترجمہ: میں انہیں حکم دوں گا تو وہ تیری تخلیق (ساخت) کو بدل ڈالیں گے۔

فائدہ: آیت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو جس غرض کے لئے بنایا ہوگا وہ اسے پھیر کر دوسری غرض پر لگا دے یا ایسا کام کرائے جس سے اس ساخت کی اصلی غرض فوت ہو جائے۔ سب کو یقین ہے کہ زن وشوہر کا رشتہ صرف اسی لئے ہے کہ نسل انسانی بڑھے اور قیامت میں اُمت مصطفیٰ ﷺ کی کثرت پر حضور امام الانبیاء ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر فخر کریں۔ اور یہ شیطان کو گوارہ نہیں اسی لئے اس نے انسان کو اس غرض سے محروم کرنے کے لئے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا اور اب وہ ایسا ہمہ گیر ہوگیا ہے کہ اکثر مرد وعورتیں اسی شیطانی کھلونے سے دل بہلا رہے ہیں۔

دانایانِ فرنگ کا نظریہ:

"زمین میں قابلِ سکونت جگہ محدود ہے، انسان کے لئے وسائلِ معاش بھی محدود ہیں، لیکن انسانی نسلوں میں افزائش کی قابلیت غیر محدود ہے۔ زمین میں ایک اچھے معیارِ زندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار ملین آدمی سما سکتے ہیں۔ اس وقت زمین کی آبادی تقریباً تین ہزار ملین تک پہنچ چکی ہے اور اگر حالات مناسب ہوں تو تیس سال کے اندر یہ آبادی دُگنی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ اندیشہ بالکل بجا ہے کہ ۵۰ سال کے اندر زمین آدمیوں سے بھر جائے گی اور اس کے بعد نسلوں میں جو اضافہ ہوگا وہ اولادِ آدم کے معیارِ زندگی کو گراتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ان کے لئے بھلے آدمیوں کی طرح زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔ پس انسانیت کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ تحدیدِ نسل (Birth Limitation) کے طریقے اختیار کر کے نسلوں کی افزائش کو ایک حدِ مناسب کے اندر محدود کر دیا جائے۔"

اسلامی ہوشمندی:

فرنگیوں کا نظریہ غلط ہے اس لئے کہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے شاہی انتظام کا مقابلہ ہے کہ ان لوگوں کا گمان ہے کہ خدا اس سے بے خبر ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اُس کی زمین میں کس قدر گنجائش ہے اور اُسے یہاں کتنے انسان پیدا کرنے چاہئیں جو اس میں سما سکتے ہوں۔ یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ۔ ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اللہ نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ انا کل شیء خلقنٰہ بقدر۔ اس کے خزانوں سے جو چیز بھی صادر ہوتی ہے ایک جچے تلے اندازے پر صادر ہوتی ہے۔ وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ ان کا گمان خواہ کچھ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس ہستی نے اس عالم کو پیدا کیا ہے وہ تخلیق و آفرینش کے فن میں اناڑی نہیں ہے۔ وما کنا عن الخلق غافلین۔ اگر یہ اس

کے کاموں کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کے انتظام پر غور کرتے تو ان پر خود ہی روشن ہو جاتا کہ وہ اپنے حساب اور اندازے میں ان سے زیادہ کامل ہے۔ اُس نے اسی محدود رقبۂ زمین پر اپنی مخلوق کی بے شمار انواع پیدا کی ہیں جن میں سے ہر ایک کے اندر توالد و تناسل کی ایسی زبردست قوت ہے کہ اگر صرف ایک ہی نوع، بلکہ بعض انواع کے صرف ایک جوڑے کی نسل کو وہ پوری قوت کے ساتھ بڑھنے دے تو ایک قلیل مدت میں تمام روئے زمین صرف اُسی نسل سے بھر جائے اور کسی دوسری نسل کے لئے ذرّہ برابر جگہ باقی نہ رہے۔ مثال کے طور پر نباتات کی ایک قسم ہے جس کو نباتیات میں (Sisymbrium Sophia) کہتے ہیں۔ اس نوع کے ہر فرد میں عموماً ساڑھے سات لاکھ بیج ہوتے ہیں۔ اگر اس کے صرف ایک پودے کے سب بیج زمین میں اُگ جائیں اور تین سال تک اس کی نسل بڑھتی رہے تو زمین میں دوسری چیزوں کے لئے ایک چپہ بھی باقی نہ رہے۔ ایک قسم کی مچھلی (Star Fish) ۲۰ کروڑ انڈے دیتی ہے۔ اگر اس کے صرف ایک فرد کو اپنی پوری نسل بڑھانے کا موقع مل جائے تو تیسری چوتھی پشت تک پہنچتے پہنچتے تمام دُنیا کے سمندر اسی سے لبالب بھر جائیں اور ان میں پانی کے ایک قطرے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ دُور کیوں جایئے۔ خود انسان ہی کی قوتِ تناسل کو دیکھ لیجئے۔ ایک مرد کے جسم سے ایک وقت میں جو مادّہ خارج ہوتا ہے اس سے بیک وقت تیس چالیس کروڑ عورتیں حاملہ ہو سکتی ہیں۔ اگر صرف ایک ہی مرد کی پوری استعدادِ تناسل کو قوت سے فعل میں آنے کا موقع مل جائے تو چند سال میں پوری زمین اس کی اولاد سے کھچا کھچ بھر جائے۔ مگر وہ کون ہے جو ہزاروں لاکھوں سال سے کرۂ زمین پر ان بے شمار انواع کو اس زبردست قوتِ تناسل کے ساتھ پیدا کر رہا ہے اور کسی نوع کو بھی اس کی مقرر و مقدر حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتا؟ کیا وہ تمہاری سائنٹیفک تدبیریں ہیں یا خدا کی حکمت؟ خود تمہارے اپنے

سائنٹیفک مشاہدات گواہ ہیں کہ مادۂ ذی حیات میں نشوونما کی قوت بے اندازہ ہے، حتیٰ کہ ایک واحد الخلیہ جرم نامی (Uni.cellular Organism) میں نمو کی اتنی قوت ہوتی ہے کہ اگر اس کو پیہم غذا ملتی رہے اور تقسیم در تقسیم کا موقع مل جائے تو پانچ سال کے اندر وہ اتنا ذی حیات مادّہ پیدا کرسکتا ہے جو زمین کی جسامت سے دس ہزار گنا زیادہ ہوگا۔ مگر وہ کون ہے جس نے قوتِ حیات کے اس خزانے پر کنٹرول مقرر کررکھے ہیں؟ وہ کون ہے جو اس خزانے میں سے قسم قسم کی مخلوقات نکال رہا ہے اور ایسے ٹھیک حساب سے نکال رہا ہے کہ اس میں نہ کبھی افراط ہوتی ہے نہ تفریط؟

اگر انسان اپنے خالق کی ان نشانیوں پر غور کرے تو وہ کبھی اس کے انتظام میں دخل دینے کی جرأت نہ کرے۔ یہ سب جاہلانہ اوہام ہیں جو محض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ لوگ آفاق اور خود اپنے انفس میں اپنے رب کی آیات کو نہیں دیکھتے۔ ان کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ انسانی سعی و عمل کی حد کہاں تک ہے اور کس حد پر پہنچ کر خالص خدائی انتظامات شروع ہوجاتے ہیں جن میں دخل دینا تو درکنار سمجھنے پر بھی انسان قادر نہیں ہے۔ جب انسان اپنی حدِ جائز سے بڑھ کر خدا کے حدودِ انتظام میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے تو خدا کے انتظامات میں تو ذرہ برابر بھی خلل انداز نہیں ہوسکتا، البتہ خود اپنے لئے دماغی کاوشیں اور ذہنی اُلجھنیں ضرور پیدا کرلیتا ہے۔ وہ بیٹھ کر حساب لگاتا ہے کہ دس سال کے اندر ملک کی آبادی ڈیڑھ کروڑ بڑھ گئی۔ آئندہ دس سال میں دو کروڑ اور بڑھ جائے گی۔ ۲۰ سال میں ۱۶ کروڑ ہوجائے گی اور ۱۰۰ سال میں چارگنی بڑھ جائے گی۔ پھر سوچتا ہے کہ اتنے آدمی آخر کہاں سمائیں گے؟ کیا کھائیں گے؟ کیوں کر جئیں گے؟ اسی فکر میں وہ اُلجھتا ہے، مضامین لکھتا ہے، تقریریں کرتا ہے، کمیٹیاں بناتا ہے، عقلاءِ قوم کو اس مسئلے کا حل دریافت کرنے کے لئے توجہ دلاتا ہے۔ مگر وہ بندۂ خدا نہیں سوچتا کہ جس خدا نے ہزارہا سال سے انسانوں

کی بستی اس سرزمین میں بسا رکھی ہے وہ خود اس مسئلہ کو حل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا، اور جب وہ انہیں ہلاک کرنا چاہے گا تو ہلاک بھی کردے گا۔ آبادیوں کی پیدائش اوران کے گھٹاؤ بڑھاؤ اوران کے لئے زمین میں گنجائش نکالنے کا انتظام اُسی سے تعلق رکھتا ہے!

وما من دآبة فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا کل فی کتاب مبین. (ھود:٦)

ترجمہ: ''زمین میں چلنے پھرنے والی کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذمہ نہ ہو۔ اور وہی زمین میں ان کے ٹھکانے اوران کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتابِ روشن میں لکھا ہوا موجود ہے۔''

یہ انتظام ہماری عقل ونظر کی رسائی سے بہت دُور کسی پوشیدہ مقام سے ہو رہا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے خاتمہ سے اُنیسویں صدی کے وسط تک انگلستان کی آبادی میں جس تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ ہوا اس کو دیکھ کر عقلائے فرنگ ابتدا میں حیران تھے کہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی کہاں سمائے گی اور کیا کھائے گی۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ انگلستان کی آبادی جس رفتار سے بڑھی، اس سے بدر جہا زیادہ تیز رفتاری سے اس کے وسائلِ رزق بڑھے اور انگریزی قوم کو پھیلنے کے لئے زمین کے بڑے بڑے رقبے ملتے چلے گئے۔

دلائل مجوزین:

مجوزین دو طرح کی طرز رکھتے ہیں (۱) حکومت اور مغربیت سے متاثر (۲) ان متاثرین سے وہ متاثر جو انہیں علمی طور محققِ زمانہ سمجھتے ہیں اوران کے دلائل نئے مجتہدین جیسے ہیں کہ جہاں سے دلیل مل جائے خواہ وہ اصولی لحاظ سے غلط ہو چنانچہ ان کے دلائل سے ثابت ہوگا۔

۱۔ حدیث وفقہ کی تقریباً تمام کتب میں مستقل طور پر باب العزل کا عنوان قائم ہے اور شارحین نے عزل کے متعلق شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ شارحین حدیث اور فقہاء نے عزل کے معنی یہ کئے ہیں کہ اپنی بیوی سے جماع کے وقت ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ مادہ باہر گرے۔ مقصد اس عمل کا یہ ہے کہ بچے پیدا نہ ہوں۔ جہاں تک میرے علم اور عقل کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ عزل اور برتھ کنٹرول یا دوسرے لفظوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا مطلب ومقصد ایک ہی ہے۔ فی زمانہ برتھ کنٹرول کے مختلف طریقے ہیں۔ ادویہ کا استعمال، لیدر کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔ زمانہ رسالت ﷺ میں مانع حمل ادویہ اور اشیاء ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے صرف عزل کے ذریعے بچہ کی پیدائش کو روکا جاتا تھا۔

۲۔ زمانہ رسالت ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دو وجہ سے عزل کرتے تھے۔ لونڈی سے عزل کرتے تھے تاکہ اس کے اولاد نہ ہو۔ کیونکہ جس لونڈی کے اولاد ہو جائے وہ شرعاً اُمِ ولد ہو جاتی ہے اور اس کی بیع ممنوع وناجائز قرار پاتی ہے۔ چنانچہ بخاری ومسلم، ابوداؤد، مسندِ احمد وابن ماجہ کی متعدد احادیث میں اس وجہ کا واضح طور پر ذکر ہے اور اپنی بیوی سے عزل اس لئے کرتے تھے تاکہ اولاد زیادہ نہ ہو۔ چنانچہ مسلم ومسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ بحضور نبوی ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کی، انی اعزل عن امرأتی فقال له صلی اللّٰه علیه وسلم لم تفعل ذالک فقال اشفق علیٰ ولدها او علیٰ اولا دها۔ (مسلم)

میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، عزل کیوں کرتے ہو۔ اس نے جواباً عرض کی اس کے بچہ یا اولاد پر شفقت کی بناپر۔

استدلال:

علامہ شوکانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں عزل کی وجوہات

میں سے ایک وجہ کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ کثرتِ اولاد سے بچا جائے۔

(نیل الاوطار ۶ ج ص ۹۸)

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام اپنی ازواج سے عَزل (برتھ کنٹرول) کرتے تھے اور اس لئے کرتے تھے تا کہ اولاد کی کثرت نہ ہو۔ ثابت ہوا کہ کثرتِ اولاد کی مشکلات سے بچنے کے لئے اپنی بیوی سے عزل جائز ہے۔ یعنی عقیدہ کی صحت وسلامتی کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کو قادر وقدیر اور خالق ورازق سمجھتے ہوئے) محض سبب کے طور پر عزل کے عمل کو اپنانا جائز ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس عمل کو موثرِ حقیقی نہ سمجھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ خواہ کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے۔ جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے، بہر حال وبہر صورت پیدا ہو گا۔ چنانچہ یورپ میں جن عورتوں نے مانع حمل گولیاں استعمال کیں اخبارات شاہد ہیں کہ ان کے ایک نہیں بیک وقت دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

تقدیر غیر مُبدّل:

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ میری لونڈی حاملہ ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر مگر،

فقال اعزل عنها ان شئت فانه سيأتيها ماقدر لها . (متفق علیہ)

اس کے باوجود جو مقدر ہے وہ ضرور پیدا ہو گا۔

امام احمد اور بزار نے باسناد حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عزل کے متعلق نبی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پانی جس سے بچے کی پیدائش اللہ کو منظور ہے۔

اهر قته علی صخرة لاخرج اللّٰه منها ولدا اويخلقن اللّٰه نفسا هو خالقها.

(موطا امام محمد)

اسے تو پتھر پر بھی ڈال دے تو اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرمادے گا یا نفس کو پیدا فرمادے گا جس کا وہ خالق ہے۔

۲۔ موطا امام محمد کی شرح التعلیق الممجد میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ زیرِ عنوان باب العزل لکھتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عباس، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی بیوی اور لونڈی سے عزل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کراہت کا قول کیا ہے (یعنی یہ حضرات عزل کو جائز تو قرار دیتے ہیں مگر اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے یعنی مکروہ تنزیہہ قرار دیتے ہیں اور مکروہِ تنزیہہ فعلِ جائز ہے۔ حرام یا مکروہِ تحریمہ یا گناہ ہرگز نہیں ہے)۔

۳۔ علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن ہبیرہ نے لکھا ہے کہ

ونقل ابن عبدالبر وابن هبيره الاجماع علىٰ انهالايعزل عن الزوجة الحرة الاباذنها . اپنی بیوی کی اجازت سے عزل کے جواز پر اجماع ہے۔

حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں:

قال حافظ ابن حجر ينتزع عن حكم العزل معالجة المرأة اسقاط النطفة قبل نفخ الروح. عزل کے جواز سے بغرض علاج اسقاطِ حمل کا جواز بھی واضح ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے بچہ میں رُوح نہ پڑی ہو۔

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ:

قال ابن الهمام يباح الاسقاط مالم يتخلق. لااقول انه يباح الاسقاط مطلقاً ان يلحقها اثم منها اذا اسقطت من غير عذر. قال فى البحر ينبغى الاعتماد عليه لان له اصلاصحيحا.

اسقاطِ حمل مباح ہے جب تک اعضاء نہ بنے ہوں اور رُوح نہ پڑی ہو (یعنی اگر حاملہ

بیوی کو حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ پیدا ہو جائے یا سخت بیماری کا تو جب تک بچہ میں جان نہ پڑی ہو اسقاطِ حمل جائز ہے) فقہ حنفی کی مشہور کتاب خانیہ میں ہے کہ اپنی بیوی کا اسقاطِ حمل اس صورت میں ناجائز و گناہ ہے جب کہ عذرِ شرعی نہ ہو (یعنی حاملہ کی جان یا سخت و شدید بیماری کا خطرہ نہ ہو) اور صاحبِ بحر الرائق نے فرمایا، بضرورت اسقاطِ حمل جائز ہے کیونکہ اس کے لئے دلیلِ صحیح موجود ہے جس پر اسقاط کو قیاس کیا جائے گا۔

۴۔ صحابی رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ابن قہد یمنی نے اپنی لونڈی سے عزل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ تیری کھیتی ہے اب یہ تیری مرضی ہے خواہ

ھو حرثک ان شئت عطشته وان شئت سقيتهٗ.

اس کو پیاسا رکھ یا سیراب کر دے۔ (موطا امام محمد صفحہ ۱۹۵)

۵۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ لونڈی سے عزل میں حرج نہیں البتہ لانری بالعزل باسا عن الامة واما الحرة فلا ينبغی ان يعزل عنها الاباذن. اگر بیوی حُرہ ہو تو اس کی اجازت سے عزل کرنا جائز ہے۔ (موطا، ص ۱۹۵)

۶۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ موطا امام محمد کی ان روایات کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام مالک اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

ان جواز العزل مستبط من الكتاب فانه تعالىٰ قال فی باب وطی النساء نساء كم حرث لكم فاتو حرثكم انی شئتم فسمی بضع المرأة حرثا ومن المعلوم ان الحرث يتخير فيه الانسان بين ان يسقيه وان لا يسقيه فكذلك بضع النساء وبل قيل ان نزول انی شئتم ای كيف شئتم كان لبيان جواز العزل.

قرآنِ مجید کی آیت نساء کم حرث لکم الخ سے عزل کے جواز کا استدلال فرمایا ہے۔ آیت میں انی شئتم بمعنی کیف شئتم ہے اور آیت کے اس جملہ سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (طبرانی وحاکم) اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، بیہقی نے مرفوع اور موقوف حدیثیں روایت کی ہیں جن سے لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر اور اپنی حُرہ بیوی سے اس کی اجازت سے عزل کا جائز ہونا واضح ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث اور علامہ ابن حجر نے تلخیص الحبیہ میں اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار میں متعدد احادیث وآثار نقل کیے ہیں جن سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگ اپنی لونڈیوں سے عزل کرتے ہیں۔ جو لونڈی میرے پاس آئے گی اور اس کا آقا یہ اعتراف کرے گا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو یہ اولاد آقا ہی کی قرار دوں گا۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ تو حضرت عمر نے اپنے اس فرمان میں لونڈی سے حرمت کا قصد نہیں فرمایا کیونکہ وہ بھی لونڈی سے عزل کو جائز قرار دیتے ہیں۔

حدیث جُدامہ میں نبی اکرم ﷺ نے عزل کو وأدِ خفی یعنی کم درجہ کا زندہ درگور کرنا قرار دیا تھا۔ اگر حدیث کے اس جملہ سے شارحین نے کراہتِ تنزیہہ مراد لی ہے تاہم صاحب فتح القدیر نے صحابہ کرام کے درمیان عزل کے متعلق ایک علمی مذاکرے کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپس میں عزل کا ذکر کیا اور سب نے کہا کہ اس میں کوئی جُرم نہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ عزل موودۃ صغریٰ ہے۔ تو حضرت علی نے جواب دیا کہ یہ موودۃ صغریٰ نہیں

جب تک کہ اس پر سات ادوار نہ گزر جائیں یعنی: ۱۔سلالہ ۲۔نطفہ ۳۔علقہ ۴۔مضغہ ۵۔عظام ۶۔لحم ۷۔خلق آخر۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔

نوٹ:۔ یہ تمام مضمون موطا امام محمد اور اس کی شرح تعلیقِ مجد کا خلاصہ ہے جسے ہم نے آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

۷۔ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے احادیثِ عزل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض صحابہ کرام نے عزل کو مکروہ اس لئے قرار دیا کہ عزل کی کراہت کا قول کرنے سے ایک تو حقِ زوجہ کو تقویت ملتی ہے اور دوم یہ کہ عزل کا عمل قضاوقدر کے معاند ہے۔ حقِ زوجہ کے تقویت کی دلیل ۔حدیثِ احمد وابن ماجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعزل عن الحرۃ الاباذنھا.

(نیل الاوطار، ج۶ص۱۹۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے۔

اور قضاوقدر کے معاند ہونے کی دلیل حدیثِ جابر وحدیثِ انس ہے۔ فافہم

(التعلیق المجد ،موطا امام مالک صفحہ ۱۹۴۔۱۹۵)

۸۔ واضح ہو حدیث جدامہ سے عزل کی ممانعت کا قول کیا جاتا ہے جس میں عزل کے متعلق سوال کے جواب میں نبی علیہ السلام نے فرمایا **ذالک الواد الخفی** الخ (احمد ومسلم) اور حدیث ابوسعید میں ہے یہود نے عزل کو **الموودۃ الصغریٰ** قرار دیا۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا: **کذبت یھود** ۔یہودی جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں آپس میں معارض ہیں۔ ایک سے عزل کا جواز اور دوسری سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح بخاری شریف کی حدیث میں کہ حضور علیہ السلام سے عزل

کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ماعلیکم ان لاتفعلوا حدیث کے اس جملہ سے بھی ممانعت کا قول کیا گیا ہے۔ شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمہ اور علامہ ابنِ قیم نے ان احادیث میں تطبیق دی ہے۔ فرماتے ہیں:

ثم ھذہ الاحادیث مع غیر ھا یجمع بینھما بان ما ورد فی النھی محمول علی کراھة التنزیہ وما ورد فی الاذن فی ذالک محمول علی انه لیس بحرام. (حاشیہ مسلم جلد اول ص ۴۶۴)

جن احادیث میں عزل کی ممانعت ہے وہ کراہتِ تنزیہی پر محمول ہیں اور جن میں عزل کی اجازت ہے وہ اس پر محمول ہیں کہ یہ فعل حرام نہیں ہے۔ غرضکہ شارحینِ کرام نے ممانعت کی احادیث میں نہی کو نہی تنزیہہ قرار دیا ہے اور جو فعلِ مکروہ تنزیہہ ہو وہ جائز ہوتا ہے۔

۹۔ علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عزل جائز ہے اور عامة العلماء کا یہی مذہب ہے۔ دس صحابہ کرام حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابوایوب، جابر، ابن عباس، حسن بن علی، خباب بن ارث، ابوسعید خدری وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عزل کا جائز ہونا مروی ہے۔ (فتح القدیر صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳ جلد ۳)

مسلم شریف کی ان حدیثوں سے بھی عزل کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں بھی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں۔

عن جابر قال کنا نعزل والقرآن ینزل زاد اسحاق قال سفیان لو کان شیًا ینھی عنه لنھا ناعنه القرآن.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کا نزول جاری تھا۔ سفیان نے کہا اگر عزل کا عمل ممنوع ہوتا تو قرآنِ مجید میں اس کی

ممانعت آجاتی۔ (مسلم)

عن جابر قال کنا نعزل علیٰ عهد رسول الله ﷺ فبلغ ذالک نبی الله ﷺ فلم ینها عنه.

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم عہدِ نبوی میں عزل کرتے تھے (نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو) آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ (مسلم ج اص ۴۶۵)

فقہاء کرام ائمہ دین اور شارحینِ حدیث نے بخاری و مسلم کی انہی احادیث کی بناء پر عزل کو جائز و مباح قرار دیا ہے۔ اس لئے اس عمل کو مطلقاً حرام و ناجائز قرار دینا سخت زیادتی ہے۔

البته ایک احتیاط کی سخت ضرورت هے:

اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عزل (برتھ کنٹرول) کی ادویہ وآلات وغیرہ صرف شادی شدہ افراد کے لئے مختص کردے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ یہ ادویہ وآلات وغیرہ غیر شادی شدہ مرد و عورت نہ حاصل کرسکیں تا کہ کوئی ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کے ساتھ ساتھ ان احادیث کو بھی بیان کیا جائے۔ جن میں نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے وہ بہر حال و بہر صورت پیدا ہوگا تا کہ لوگ عقیدہ کی درستگی کے ساتھ اس عمل کو اگر اپنانا چاہیں تو اپنالیں۔ مگر اسے محض ایک سبب سمجھیں اور موثرِ حقیقی صرف اور صرف خداوندِ قدوس کو جانیں۔

اجمالی جوابات:

(۱) برتھ کنٹرول غیر مسلموں کی ایجاد ہے یہی وجہ ہے کہ صدیوں تک اسلامی کتب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ تیرھویں صدی ہجری، انیسویں صدی عیسوی میں غیر مسلموں نے ایک غلط تصور کو سامنے رکھ کر اس کی ایجاد کی ہے اور ان کے غلط

تصورات کی تردیدات خود ان کے اپنے اہل مذہب نے خوب کی اب بھی وہ تصور حرفِ غلط کی طرح غلط ہے جس کا نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ خود غیر مسلموں نے اعتراف کیا۔

(۲) برتھ کنٹرول کی تائید میں جتنے دلائل مجوزین قائم کرتے ہیں ان میں سے اکثر ان حالات پر مبنی ہیں جو مغربی تہذیب وتمدن نے پیدا کئے ہیں اور وہ اسلام کے اصول کے سراسر منافی ہیں مثلاً تہذیب مغربی کا خیال ہے کہ تمدن ومعاشرہ کے یہ اطوار وتہذیب کے طریقے اور معیشت کے یہ اصول نا قابل تغیر ہیں۔ البتہ ان سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں انہیں حل کرنا چاہیے ان کے نزدیک اس کا حل صرف یہی ہے کہ افزائشِ نسل کی روک تھام کی جائے۔

ہم کہتے ہیں:

مانا کہ معیشت کی مشکلات واقعی ہیں لیکن ان کی روک تھام کے لئے اسلامی بلکہ فطرتی اصول کے خلاف جنگ کرنا بھی عقلمندی نہیں۔ فطرت کا مقابلہ ابلیسی شیوہ ہے۔ مسلمان بھائیوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ مغربیت کی تقلید کر کے اسلام کے ساتھ کتنی دشمنی کر رہے ہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ضبط ولادت (برتھ کنٹرول) کا معمولی سا اشارہ تک نہیں بلکہ فرعون کی مذمت کی ہے تو اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی اولاد (نرینہ) کو قتل کروا دیتا۔ غور سے دیکھا جائے تو ضبطِ ولادت بھی اسی کی ایک قسم ہے اور جاہلیت کے لوگوں کی مذمت کی گئی تو اسی لئے کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور یہ بھی برتھ کنٹرول کی ایک قسم ہے اور قرآن مجید میں تنبیہ کی گئی ہے اولاد کو قتل نہ کرو اسی خوف سے کہ ان کی روزی ومعاش کا کیا بنے گا۔ برتھ کنٹرول کی غرض وغایۃ بھی یہی ہے اور اس کا طریقۂ کار بھی قتلِ اولاد لفظاً نہ سہی تو معنیً ضرور ہے جسے فقیر

نے تفصیل سے عرض کیا ہے۔

لطیفہ:

ایک ٹیڈی مجتہد نے نساؤ کم حرث لکم سے یوں استدلال کیا ہے کہ عورت کھیتی ہے اور کھیتی سے صرف پیداوار چاہیے یہ اس وقت ہے جب پیداوار ہو تو کسان کو کھیت میں جانا چاہیے جب ضرورت نہ ہو تو کھیتی میں جانے کا حق نہیں نیز جتنی پیداوار درکار ہو اسی حد تک کسانوں کو کاشت کرنی چاہیے اس سے زیادہ نہیں۔ فلہٰذا عورت سے اتنے بچے لینے چاہیے جتنی ہمیں ضرورت ہے اس سے زیادہ بے ضرورت کھیتی نہیں کرنی چاہیے۔

ازالۂ وہم:

اسی کو کہتے ہیں تفسیر بالرائے جو اسلام میں ایسی تفسیر کو تحریف سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسے مفسرین اور نئے مجتہدین کو ٹیڈی مفسر و مجتہد کہا جائے تو بجا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے نئی تحقیق والے مفسر و مجتہد اس جدوجہد میں رہتے ہیں کہ مغرب سے جو غلط اور فاسد اور غلیظ مادہ تشریف لائے اگرچہ قرآن وحدیث کے منافی ہو تب بھی وہ قرآن وحدیث سے اسلامی ثابت کر کے دکھلائیں اور وہ لوگ زیادہ تر مغربیت زدہ لوگوں کو قریب تر اور انہیں خوش کرنے سے داد لینے کے منتظر ہوتے ہیں اسی لئے وہ اہل حق اور علمائے حق کو ملائیت اور دقیانوسی خیالات کے گندے الفاظ سے مشہور کرتے ہیں۔ اب اس ٹیڈی مفسر کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

۱)...... بانجھ مرد، یا بانجھ بیوی کی باہم مقاربت حرام قرار پاتی ہے۔

۲)...... استقرارِ حمل کے بعد زوجین کی باہمی مقاربت اس وقت تک کے لئے حرام ہو جاتی ہے جب تک پھر ایک بچے کی ولادت مطلوب نہ ہو۔

۳)...... میاں اور بیوی کا تعلقِ زوجیت بھی حکومت کے کنٹرول میں چلا جاتا ہے جب

حکومت اعلان کردے کہ اب ہمیں بچوں کی ضرورت نہیں ہے تو تمام مرد اپنی اپنی بیویوں سے الگ ہو جائیں، اور جونہی ایک سرکاری اعلان شائع ہو کہ اب بچوں کی ضرورت ہے، تو یک لخت شوہروں اور بیویوں کے درمیان رابطہ قائم ہو جائے۔ پھر حکومت کو رپورٹ دی جاتی رہنی چاہیے کہ کتنی عورتیں حاملہ ہو چکی ہیں۔ مطلوبہ تعداد میں حمل قرار پاتے ہی حکومت سرخ جھنڈی ہلائیگی اور شوہروں کے لئے بیویوں کے پاس جانا ممنوع ہو جائے گا۔

تبصرہ:

یہ طریقہ اتنا ذلت آمیز ہے کہ کوئی انسان اسے قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا لیکن ٹیڈی مجتہد نے اپنے زعم میں بہت بڑا کام کر دکھلایا واقعی اس کی اس کاوش سے مغربیت زدہ لوگ تو ضرور خوش ہوئے ہوں گے۔ لیکن اپنے مالک وخالق کے نزدیک اس کا۔..........

۴)......مجوزین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن حدیث سے استدلال کرنے میں چند امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جن کو نظر انداز کر کے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط نہیں کیا جا سکتا۔

اولاً:۔ مسئلہ متعلقہ کے باب میں تمام احادیث کا استقصاء کیا جائے۔

ثانیاً:۔ ارشادِ نبوی ﷺ کے موقع ومحل کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

ثالثاً:۔ اُس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں اُمور کو ملحوظ رکھ کر اِن احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عرب جاہلیت میں برتھ کنٹرول کے لئے قتل کا طریقہ رائج تھا جس کے دو وجوہ تھے۔ ایک معاشی حالات کی خرابی جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی

اولاد کو مار ڈالتے تھے تا کہ ان کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرے غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ جو لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے آکر اس کو سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رُجحان عزل، یعنی مباشرت بلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رُجحان عام نہ تھا، نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی، نہ اس کو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا نہ اس کے محرک زمانۂ جاہلیت کے جذبات وخیالات تھے جن کی وجہ سے قتلِ اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا بلکہ دراصل اس کے تین وجوہ تھے جو ماہرین فن حدیث کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

(۱) لونڈی سے اولاد نہ ہو (۲) لونڈی کے ام ولد (بچے کی ماں) بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اسے پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہوگا۔ (۳) زمانۂ رضاعت (شیر خوارگی) میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہونچنے کا خوف تھا۔

عزل کا حل:

عزل پر ضبطِ ولادت کے جواز کا قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ یعنی شارع نے صرف اس وجہ سے حرام نہیں کیا کہ بعض حالات میں انسان فی الواقع ان کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہے کہ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کا خطرے میں پڑ جانا، یا اس کی صحت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خوف، یا زمانۂ رضاعت میں شیر خوار بچے کو مضرت پہنچنے کا اندیشہ، یا اور ایسے ہی دوسرے وجوہ۔ ایسے حالات میں اگر طبّی مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اس کو ایک عام طرزِ عمل اور قومی پالیسی بنانا احکامِ اسلام کے قطعاً خلاف ہے اور وہ تمام خیالات جن کی بنا پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی طرف رُجحان پیدا ہوتا ہے، اصولِ

اسلام کے بالکل منافی ہیں۔

مجوزین کی چالاکی:

برتھ کنٹرول کو عزل سے کوئی تعلق نہیں۔عزل کی اجازت بھی صرف جواز کی حد تک تھی اور وہ جواز بھی "برتھ کنٹرول" کے لئے نہیں شرعی مجبوریوں پر اور وہ بھی بعض صحابہ کے اجتہاد پر جواز کا فتویٰ ہے جسے مجوزین چالاکی سے انہی صحابہ کرام کے اسماء گرامی گناتے ہیں اور جن حضرات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین نے عزل کو بھی مکروہ بتایا ہے ان کا یہ حضرات نام لینا تک گوارہ نہیں کرتے حالانکہ دیانت وعلمی حقیقت کا تقاضا یہی ہے کہ جواز وعدم جواز میں دونوں طرفین سامنے ہوں۔اور جن حضرات نے جواز عزل کا فرمایا ہے وہ بھی چند شرائط کے بعد لیکن برتھ کنٹرول کے مجوزین نے اپنے ہاتھوں مغربیت زدہ عوام کے دین کا باغ اجاڑا۔

حکم نبی کریم ﷺ:

برتھ کنٹرول دشمنانِ اسلام (دہریوں) کا تحفہ (بدعت سیئہ) ہے۔مجوزین برادری کے بقول اسے عزل پر بھی قیاس کریں تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ عزل کا بھی حضور نبی پاک ﷺ نے حکم نہیں فرمایا اور نہ ہی تاکید فرمائی ہے، اور نہ ہی اس پر عمل نہ کرنے کی وعید سنائی ہے۔بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس سے اشارہ کنایہ سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور جہاں اشارۂ جواز ہے تو وہ بھی ضرورت پر۔افسوس تو ان مسلمان بھائیوں کا ہے کہ صریح احکام جن کے بارے میں حضور سرور کونین ﷺ کا صریح نہ صرف ارشاد بلکہ تعمیل پر تاکید ہے اور اس کی خلاف ورزی پر وعید وتہدید۔لیکن ان احکام کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے گو وہ احکام ان مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں۔لیکن جہاں نفسانی خواہش کا معاملہ ہے وہاں جواز کے حیلے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے صریح حکم سے اجتہاد صحابہ رضی اللہ عنہم سے

اور وہ اجتہاد بھی بعض کا جو کہ اصول فقہ کے قوانین پر مرجوح۔

اجتہاد صحابہ کا حال عزل کے بارے میں:

جن احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابر وابن عباس وسعد بن ابی وقاص وابوایوب انصاری نے عزل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو جواز کی دلیل سمجھا۔ ایک اور حدیث جو انہی صحابی سے امام مسلم نے نقل کی ہے یہ ہے کہ "ہم عہدِ رسالت میں عزل کرتے تھے، اس کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی اور آپ ﷺ نے ہم کو منع نہ فرمایا۔" اس حدیث میں ابہام ہے۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ عزل کے متعلق حضور ﷺ سے کچھ پوچھا گیا یا نہیں، اور پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے اس پر کیا فرمایا۔

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عزل کیا، پھر اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم ایسا کرتے ہو؟

کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟

کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟؟

قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔" (بخاری)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں انہی ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں۔ اہل وعیال سے دُوری ہم پر شاق گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے استمتاع کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کر دیں۔ اس لئے ہم نے خیال کیا کہ ان سے عزل کرنا چاہیے تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا:

ماعلیکم ان لا تفعلوا. مامن نسمة کائنة الاوھی کائنة.

"کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔"

مسلم کی حدیث ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لاعلیکم ان لاتفعلو اذالکم: (اگر تم ایسا نہ کرو تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

ولم یفعل ذالک احد کم : (تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے؟)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

اعزل عنها ان شئت فانه سیا تیها ماقدّرَلها (تو چاہے تو عزل کرلے، مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے وہ تو ہو کر رہے گی۔)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہلِ علم تھے وہ عموماً عزل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ موطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عزل کو ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ دیگر صحابہ بھی جن کی فہرست آگے لکھوں گا۔

ان سب روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ ﷺ اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپ ﷺ کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن چونکہ اسکے باوجود عزل کی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی

تھی، اور اس کو ایک عام قومی طرزِ عمل نہیں بنایا جا رہا تھا بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضور ﷺ نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔ اگرچہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی حسبِ عادت نہ بھی مانتے کیونکہ برتھ کنٹرول اصول اسلام کے نہ صرف منافی ہے بلکہ اسلامی اقدار کو پامال کرتا ہے۔

سوال: آیت سے برتھ کنٹرول کا مفہوم کہاں سے آیا؟

جواب: ہر انسان جانتا ہے کہ قرآن عورت اور مرد کے زوجی تعلق کی دو غرضیں بتاتا ہے۔ ایک یہ کہ:

نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم۔ (البقرہ:۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔ پس تم جس طرح چاہو اپنی کھیتیوں میں جاؤ اور اپنے لئے آئندہ کا بندوبست کرو۔

اور دوسری یہ ہے:

ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ط (الروم:۲۱)

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہی میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کی۔

فائدہ: پہلی آیت میں عورتوں کو "کھیتی" کہہ کر ایک حیاتی حقیقت (Biological Fact) کا اظہار کیا گیا ہے۔ حیاتیات کے نقطۂ نظر سے مرد کی حیثیت کاشت کار کی

ہے اور عورت کی حیثیت کھیتی کی، اور ان دونوں کے تعلق سے فطرت کی اوّلین غرض بقائے نوع ہے۔ اس غرض میں انسان اور حیوان اور نباتات سب مشترک ہیں۔

دوسری آیت میں زن وشوہر کے تعلق کی غرض وغایۃ بتائی گئی ہے اور وہ قیام تمدن جس کی بنیاد زن وشوہر کے باہم مل کر رہنے سے پڑتی ہے اور یہ غرض صرف انسان کا خاصہ ہے پھر انسان کی ساخت میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں جو اس غرض وغایۃ کے لئے اسے آمادہ کرتے ہیں۔

سوال: ضبطِ ولادت کے ذریعہ سے اچھی قسم کی نسلیں پیدا کی جاسکتی ہیں جن کی صحت اچھی ہو، قویٰ مضبوط ہوں، اور جن میں کام کرنے کی عمدہ صلاحیتیں ہوں؟

جواب: اس خیال کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ انسان کے ہاں جب کبھی ایک دو بچے ہوں گے، قوی وتندرست ذہین اور طباع ہوں گے۔ اور جب زیادہ بچے ہوں گے تو سب کے سب کمزور، بیمار، بیکار اور کند ذہن ہوں گے۔ لیکن اس مفروضہ کی تائید میں نہ کوئی علمی دلیل ہے اور نہ باضابطہ مشاہدات وتجربات کے نتائج۔ محض گمان ہی گمان ہے۔ جس کے خلاف ہزاروں شہادتیں عالمِ واقعہ میں موجود ہیں۔ درحقیقت انسان کی پیدائش کے متعلق کوئی ضابطہ بنایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ چیز کلیۃً خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے:

هو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشآء ط (آل عمران: پ ۳)

قوی اور تندرست اور ذہین اولاد پیدا کرنا اور کمزور، مریض اور بلید الذہن اولاد نہ ہونے دینا انسان کے اختیار سے باہر ہے۔

سوال: ضبطِ ولادت انسان کو ایسے بچوں کی بیکار پیدائش اور پرورش کی مشقت سے بچا دیتا ہے جن کی دنیا کو ضرورت نہیں ہے، جو کبھی کارآمد بننے والے نہیں ہیں، یا بلوغ

سے پہلے ہی مر جانے والے ہیں؟

جواب: یہ خیال اس وقت صحیح ہوتا جب انسان کے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا کہ کون سا بچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا؟ لائق ہوگا یا نالائق؟ زندہ رہے گا یا مر جائے گا؟ اس کا وجود کار آمد ہوگا یا بے کار؟ جب یہ چیز انسانی نظر سے قطعاً پوشیدہ ہے تو محض ڈھکوسلے ہیں اس میں کوئی رائے قائم کرنا صریح حماقت ہے۔

سوال: زیادہ بچوں کی پیدائش سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور اس کے حسن و جمال میں بھی فرق آجاتا ہے؟

جواب: ضبطِ ولادت کے مصنوعی طریقے بھی صحت و جمال کے لئے بے ضرر نہیں ہیں۔ ان سے بھی صحت کو اتنا ہی نقصان پہنچتا ہے جتنا کثرتِ اولاد سے پہنچ سکتا ہے۔ طبّی حیثیت سے کوئی ایسا قاعدہ عام مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ عورت کتنے بچوں کی ولادت کا بار اٹھا سکتی ہے۔ یہ بات ہر عورت کے شخصی حالات پر منحصر ہے۔ اگر ایک طبیب کسی عورت کے خاص حالات کو پیش نظر رکھ کر یہ رائے قائم کرے کہ حمل اور وضعِ حمل کی تکلیف اس کی زندگی کے لئے خطرناک ہوگی تو ایسی حالت میں بلاشبہ طبیب کے مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی مناسب طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر ماں کی جان بچانے کے لئے ضروری ہو تو اسقاطِ حمل کرانا بھی ناجائز نہیں ہے۔ لیکن صحت کو محض بہانہ بنا کر ضبطِ ولادت کو ایک عام طرزِ عمل بنا لینا اور دائماً اس پر عمل کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

یہ تحریک دراصل دہریت والحاد کے شجرِ خبیث کی پیداوار ہے۔ جن لوگوں کے دماغوں سے خدا کا تصور نکل چکا ہے اور جو دنیا کے معاملات میں اس نقطۂ نظر سے غور و فکر اور تدبر و تصرف کرتے ہیں کہ خدا سرے سے موجود ہی نہیں ہے یا اگر ہے تو محض

ایک معطل ہستی ہے، اور انسان آپ ہی اپنی قسمت کا بنانے والا اور اپنے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، وہی اس تحریک کو وجود میں لائے ہیں اور انہی کے دماغوں کو اس تحریک کے دلائل اپیل کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد یہ امر کسی تعارف کا محتاج نہیں رہتا کہ یہ تحریک اصلاً اسلام کے خلاف ہے، اس کے اصول کلیۃً اصولِ اسلام کے خلاف، اسلام کا عین مقصد ہی اُس ذہنیت کو مٹانا ہے، جس سے ضبطِ ولادت جیسی تحریک پروان چڑھتی ہے۔

مانع حمل گولیاں:

یہ گولیاں صحت کے لئے سخت مُضر ہیں۔ خواتین ان کے وقتی فائدہ کے لالچ میں اپنی صحت ہمیشہ کے لئے برباد کر دیتی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

نیویارک میں تھوڑا عرصہ ہوا ایک نوجوان جوڑے نے ضبطِ ولادت کی گولیاں بنانے والی ایک فرم کے خلاف دس لاکھ ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا۔ دعویٰ میں کہا گیا ہے کہ ضبطِ ولادت کی گولیوں نے پھیپھڑوں میں خون کے تھکے اور دوسرے امراض پیدا کر دیئے۔ مسٹر ایڈورڈ ارٹن اور اس کی اہلیہ نے یہ مقدمہ شکاگو کے جی ڈی سیرلی کے خلاف دائر کیا ہے، جو امریکہ میں ضبطِ ولادت کی خوردنی ادویات کے سب سے بڑے تاجر ہیں۔

واقعات کے مطابق مسز ایڈورڈ ارٹن دو بچوں کی ماں ہے۔ بعدازاں ایک ڈاکٹر نے انہیں مانع حمل گولیاں استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ جو اس نے دو سال تک باقاعدگی کے ساتھ استعمال کیں۔ مگر ان گولیوں کے استعمال کے نتیجہ میں اسے دوسرے جلدی عوارض، درد معدہ، دِقت تنفس وغیرہ کئی امراض لاحق ہو گئے، جن کے لئے اسے ایک ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرانا پڑا۔ دونوں ادویات کے غیر محتاط استعمال سے

مریض کی سماعت جا سکتی ہے، جینٹا مائی سین اور اسٹر ہو ٹائی سین کے غیر محتاط استعمال سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسے دوسرے لفظوں میں مانع حیض کی گولیوں کے استعمال کی خرابیاں مسئلہ واضح کریں گی۔ **واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔**

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ